05544 ۲۸۷

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ کے بارے میں:

۱) دو بندوں نے مشترکہ طور پر گاڑی خریدی اور اس کی قیمت تقریباً اسی لاکھ روپے ہے، ان میں سے ایک بندے کی کمائی صرف چرس کے پیسے سے ہے، اور دوسرے کی کمائی حلال کی ہے۔ اور یہ دونوں نفع نقصان میں برابر کے شریک ہیں، اب کیا جس بندے کے پیسے حلال ہیں تو کیا اس گاڑی سے حاصل شدہ نفع بھی اس کے لئے حلال ہوگا یا حرام؟ حلال کمائی والا ۳۰٪ حرام کمائی والا ۷۰٪

۲) ~~دو بندوں نے مشترکہ طور پر گاڑی خریدی اور اس کی قیمت تقریباً اسی لاکھ روپے ہے ان~~ دو بندوں میں سے ایک بندے کی کمائی حرام کی ہے اور دوسرے کی حلال کی ہے۔ اب حرام پیسوں والا کہتا ہے کہ گاڑی میں خریدونگا اور آپ اس کو سنبھالو، اور اس سے جو کمائی ہوگی وہ ہم دونوں کے درمیان نصف نصف ہوگی۔ تو کیا یہ کمائی یہ دوسرے بندے کے لئے حلال ہے یا نہیں؟ سنبھالنے کا مطلب ہے کہ گاڑی خود چلائیگا نہ کہ یہ مطلب ہے کہ گاڑی کسی اور کو دیگا۔

۳) دونوں نے پیسوں سے گاڑی خریدی لیکن حرام والے کے پیسے زیادہ ہیں اور حلال والے کے کم۔ حرام والا کہتا ہے کہ تو گاڑی کے ساتھ رہے گا اور میرے صرف پیسے زیادہ ہوں گے، میں گاڑی کو نہیں سنبھالوں گا، اور نفع نصف نصف ہوگا۔ تو کیا یہ نفع حلال والے کے لئے حلال ہے یا نہیں؟

المستفتی: سعید احمد وزیرستانی
اور سیز بنگلوز،
گلستانِ جوہر، کراچی
0331-4071436

وضاحت: مستفتی سے بذریعہ ٹیلیفون معلوم ہوا کہ نمبر ۲ اور ۳ میں حرام کمائی سے مراد چرس کی تجارت سے حاصل کردہ نفع ہے۔

(جواب منسلک ہے)

دار الافتاء
۹۲/۱۸۸۶

الجواب حامداً ومصلیاً

﴿۱﴾۔۔۔مذکورہ معاملہ کی شرعی حیثیت شرکتِ ملک کی ہے، اور شرکتِ ملک میں شرعاً نفع ونقصان ہر شریک کو اپنے سرمایہ کے تناسب ہی سے برداشت کرنا ہوتا ہے، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں گاڑی پر جو بھی نفع ونقصان ہو، ہر شریک اپنے سرمایہ کے بقدر برداشت کریگا۔ برابر برابر نفع ونقصان برداشت کرنا درست نہیں۔

جہاں تک مذکورہ صورت میں حلال کمائی والے کیلئے نفع کے حلال ہونے کا تعلق ہے تو چونکہ گاڑی میں تیس (۳۰٪) فیصد سرمایہ حلال کمائی والے کا بھی شامل ہے، لہٰذا اس کے تناسب سے حلال کمائی والے کیلئے نفع حلال ہے، لیکن چونکہ حرام آمدنی والے کیساتھ کاروبار کرنا جائز نہیں ہوتا، اس لئے حلال آمدنی والے کیلئے ایسے شخص کے ساتھ معاملہ کرنا جس کی آمدنی حرام ہو، جائز نہیں، اس سے اجتناب لازم ہے۔

لما في درر الحكام في شرح مجلة الأحكام، الشركات، الفصل الأول، شركة الملك ط دار الجيل ۳: ۱۵

إذا حصلت شركة الملك فحكمها، كما ذكر في المادة (۱۰۴۵) عبارة عن الاشتراك بالمخلوط وإذا تلف قسم من ذلك المخلوط فخسار التالف يكون على الشركاء بنسبة ملكهم، كما أن القسم الباقي يكون مشتركا بينهم بنسبة ملكهم، وإذا لم تحصل شركة الملك فخسار التالف يعود على صاحبه والذي يبقى منه يكون ملكا لمالكه الأصلي.

دار الافتاء

وفي الدر المختار، البيوع، البيع الفاسد ط دار الفكر ۵: ۹۶

تعين الدراهم في البيع الفاسد وهو الأصح (و) إنما (طاب للبائع ما ربح) في الثمن لا على الرواية الصحيحة المقابلة للأصح، بل على الأصح أيضا لأن الثمن في العقد الثاني غير متعين، ولا يضر تعيينه في الأول كما أفاده سعدي (لا) يطيب (للمشتري) ما ربح في بيع يتعين بالتعيين بأن باعه بأزيد لتعلق العقد بعينه فتمكن الخبث في الربح فيتصدق به.

﴿۲،۳﴾۔۔۔مذکورہ صورتوں میں بھی چونکہ ایک فریق کا سرمایہ حرام ہے، لہٰذا مذکورہ صورتوں سے بھی اجتناب لازم ہے، جبکہ نمبر (۲) میں اپنے اختیار سے حرام آمدنی والے کی طویل مدت تک

﴿جاری ہے۔۔۔﴾

Scanned with CamScanner

ملازمت اختیار کرنا بھی ہے، جو کہ جائز نہیں، نیز نمبر (۲) میں مذکورہ معاملہ فی نفسہ اس لئے بھی جائز نہیں کہ مذکورہ معاملہ کی شرعی حیثیت اجارہ کی ہے، اور اجارہ کی صحت کیلئے اجرت کا معلوم ہونا شرط ہے، جبکہ نمبر (۲) میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق مذکورہ معاملہ میں گاڑی سنبھالنے والے کی اجرت مقرر نہیں ہوگی بلکہ مالک کی طرف سے صرف نصف نفع دینے کا وعدہ ہوگا، جس سے عقدِ اجارہ کے وقت اجرت مجہول ہونے کی وجہ سے مذکورہ معاملہ فاسد ہو جائیگا، لہٰذا مذکورہ معاملہ سے بہر حال اجتناب لازم ہے۔

لما في درر الحكام في شرح مجلة الأحكام، الإجارة، الفصل الثالث، كون الأجرة معلومة ط دار الجيل - ۱ : ۵۰۳

يشترط لصحة الإجارة أي عدم فسادها أولا أن تكون الأجرة معلومة تماما قدرا ونوعا.

أي لا يكون شيء منها مجهولا كلا أو بعضا لأن جهل الأجرة يفضي إلى المنازعة ولقوله – صلى الله عليه وسلم – «من استأجر أجيرا فليعطه أجره» (الهندية)..............................والله تعالى أعلم

بندہ عزیز طارق

عزیز طارق بلوانی غفراللہ ولوالدیہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۱۰/شعبان/۱۴۳۸ھ

۷/مئی/۲۰۱۷ء

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفراللہ
۱۰/۸/۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح
۱۱/۸/۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح
محمد یعقوب عفی عنہ
۱۰/۸/۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح
محمد عبدالمنان عفی عنہ
۱۳/۸/۱۴۳۸ھ

مفتی

نائب مفتی

الجواب صحیح
سعد ابراہیم عیسی
۱۳-۸-۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح
۱۲/۸/۱۴۳۸ھ

دار الافتاء
۹۲/۱۸۲۶
۱۴/۸/۱۴۳۸ھ
۲۰۱۷/۵/۱۲ء

Scanned with CamScanner